© rasailojaraid.com

مکہ معظمہ وادی غیر ذی زرع ہے۔ نہ وہاں کھیتی ہے نہ باڑی۔ مگر ضرورت کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو وہاں نہیں ملتی ہو۔ یہ سب طفیل ہے کعبۃ اللہ شریف کا۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسانات کو یاد دلاتا ہے۔ اور شکر میں عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اَلِفَ المکانَ وفلاناً یَاْلَفُ اِلْفاً۔ مانوس ہوا۔ الفت پکڑ لی دل لگایا۔ مثل سمع۔ آلَفَ یُؤْلِفُ فلاناً کذا اِیْلافاً۔ الفت دلائی۔ مانوس کر دیا۔

فلیعبدوا۔ ف شرطی معنی کو متضمن ہے۔ لہٰذا معنی یہ ہوں گے کہ جب قریش پر اللہ کے یہ احسانات ہیں تو ان کو چاہیے کہ اس کی عبادت کریں۔

یا پھر لام تعجب کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں کہ "لوگو! ذرا اس قبیلہ قریش کو تو دیکھو کہ خدا کا یہ احسان اور ان کا خدا سے یہ اعراض، یہ شرک، یہ بت پرستی! تعجب۔ افسوس!!

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝

ارتحل القوم عن المکان رَحْلَةً و رُحْلَةً وارتحالاً۔ قوم منتقل ہو گئی۔ سفر کر گئی رُحلہ وہ غرض جس کے لیے سفر کیا جاتا ہے۔

"قریش کو خوگر عادی بنانے کے لیے، سرما میں یمن کی طرف، گرما میں شام کی طرف، تجارتی سامان لے کر سفر کرنے کا عادی بنائے جانے کے لیے"

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ پس ان کو چاہیے کہ اس بیت اللہ کے پروردگار کی عبادت کریں۔

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا۔ تجارت کی توفیق دی۔ ہر ملک سے لوگ سامان لانے لگے۔ نذریں دینے لگے۔ اور ان کو خوف سے امن دیا۔ کہ بیت اللہ کی عزت کی وجہ سے اطراف کی زمین کو حرم بنا دیا۔ وہاں کے باشندوں کو معزز و محترم بنایا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

از

جناب مولانا طاہر بن احمد صاحب (دار العلوم۔ دیوبند)

سورۂ فاتحہ میں انسان کو اس کے پروردگار کی طرف سے یہ دعائیہ کلمے اور استدعائیہ جملے سکھلائے گئے ہیں۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔

یعنی اے رب العالمین مالک یوم الدین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور صراط مستقیم چاہتے ہیں۔

ان آیتوں میں رب العالمین نے انسان کی طرف سے ایسے صیغے استعمال فرمائے ہیں اور انسان کو ایسے جملے تلقین کیے ہیں جو لغت عرب میں جمع کے لیے بولے جاتے اور چند افراد کے مجموعے پر صادق آتے ہیں حالانکہ قرینہ مقام واقتضائے کلام بظاہر یہ تھا کہ بندہ کی طرف سے ایسے جملے ادا کیے جاتے جن سے اس کی انفرادی حیثیت ظاہر ہوتی اور خدا کی حمد وستائش کرنے والا بندہ یوں کہتا کہ اِیَّاکَ اَعْبُدُ وَاِیَّاکَ اَسْتَعِیْن۔ یعنی میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور میں تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے نماز وغیر نماز ہر حالت میں بندگانِ اطاعت شعار کی زبان اور قلب سے اَعبد و اَستعین کے بجائے نَعبد و نَستعین ہی ادا کرانا مطلوبِ الٰہی ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکیم علی الاطلاق جل مجدہ کے کلام پاک کی ہر ترکیب اعجاز و لاجوابی کا آخری مرتبہ لیے ہوئے ہے اور اس کا ہر ایک کلمہ اور ہر ایک جملہ میزان عدل میں تل کر اور

© rasailojaraid.com